

# حکمتِ سیدِ مودودیؒ

## حقیقی آزادی و جمہوریت

آفتاب س کو دہا :- جناب جمیل احمد رانا صاحب

کوئی قوم بھی جب آزاد ہوتی ہے تو یہ نہیں ہوتا کہ وہ پہلے دن سے اپنے معاملات کو چلانے کے کام میں ماہر ہو جائے۔ وہ قوم اپنے اختیارات کو انتخابات کے ذریعے استعمال (EXERCISE) کرتی ہے۔ انتخابات میں وہ دھوکا کھا سکتی ہے غلط قسم کے لوگوں کے ہاتھ میں اپنے معاملات دے سکتی ہے چار پانچ سال تک غلط قسم کے لوگ معاملات کو چلانے رہتے ہیں۔ قوم اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھتی رہتی ہے کہ جن لوگوں کو ہم نے چنا تھا وہ ہمارے ساتھ کیا زیادتیاں کر رہے ہیں۔ دوسرے انتخابات کی نوبت آتی ہے تو قوم انہیں اٹھا کر پھینک دیتی ہے اور دوسرے لوگوں کو آگے لے آتی ہے۔ وہ بھی قوم کی اُنگوں کا ساتھ نہیں دیتے تو قوم تیسرے انتخابات میں جا کر زیادہ بہتر لوگوں کو آرماتی ہے۔ اس طرح اُسے جانچنے اور پرکھنے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ مگر شرط یہی ہے کہ قوم کو آزادی حاصل رہے۔ اس کے بنیادی حقوق محفوظ رہیں۔ حالات لوگوں کے سامنے آتے رہیں۔ اخبارات آزاد ہوں۔ پبلک پریٹ فارم آزاد ہوں۔ اور لوگ اپنے ملک کے حالات سے باخبر ہوتے رہیں۔ اس طرح آہستہ آہستہ وہ اس بات کو سمجھنے جاتے ہیں کہ کن لوگوں پر وہ اعتماد کریں اور کیسے لوگوں کے ہاتھ میں اپنے معاملات دیں۔ یہ ہے ایک قوم کی زندگی میں جمہوریت کی کامیابی کا راستہ۔ ایسا نہیں ہوتا کہ آزاد ہوتے ہی پہلے دن وہ جمہوریت کو بڑی کامیابی کے ساتھ چلانے لگے۔ جس طرح قوم می خوشحالی کے لیے دو یا تین پنجسالہ منصوبوں کی تکمیل شرط ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر جمہوریت کی کامیابی کی منزل تک پہنچنے کے لیے ایک قوم کو دو یا تین آزادانہ انتخابات کے مراحل سے گزرنا پڑے تو اس میں

کیا ہرج ہے۔ اور اگر فرض کیجیے کہ اس دوران میں ملک کے حالات بھی خراب ہو جائیں تو ملک کے کسی ملازم کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ ایک ایک ملک پر قابض ہو جائے۔

استحکام اس کا نام ہے کہ قوم میں خود اپنا نظام چلانے کی طاقت موجود ہو۔ قوم کا اپنا ارادہ بالآخر وہ خود اپنا فیصلہ کرنے والی ہو کہ کس کے ہاتھ میں وہ اختیارات دے اور کس کے ہاتھ میں نہ دے۔ انتخابات سے ایک دن پہلے تک جو شخص کوئی طاقت اور کسی قسم کے اختیارات نہ رکھتا ہو، وہ صرف اس بنا پر اقتدار کا مالک ہو جائے کہ قوم نے اسے اپنا حکمران منتخب کیا ہے۔ جو شخص بھی اس طرح منتخب ہو، سول اور ملکی کی طاقتیں آپ سے آپ کے اس کے تابع امر ہو جائیں اور کوئی چون و چرا نہ کر سکے۔ یہ ہوتا ہے اصل مستحکم نظام۔ اسی طریقے سے کسی ملک کا نظام حکومت باقاعدگی کے ساتھ صدیوں چل سکتا ہے۔ اس طریقے پر نہیں چل سکتا کہ شخص واحد پر ملک کے استحکام کا انحصار ہو اور اس کے ہاتھ ہی ملک طالع آزمائوں کا بازیچہ بن جائے۔ اس لیے یہ دعویٰ کرنا کہ موجودہ اقتدار کے تحت ملک کو استحکام میسر آ گیا ہے، قطعی غلط ہے۔ درحقیقت جو چیز بیکار آئی ہے وہ یہ ہے کہ ملک ہر طویل یا مختصر مدت کے بعد ایک نئے انقلاب کے خطرے میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔



جس ملک کا انحصار ایک فرد پر منحصر ہو کہ وہ جائے۔ اس کی اس سے بڑھ کر اور کیا بے بسی ہو سکتی ہے۔ افراد کتنے ہی قابل، لائق اور ناگزیر کیوں نہ ہوں۔ ان کی عمریں بہر حال محدود ہوتی ہیں۔ وہ بیماری موت یا اچانک حادثے کا شکار بھی ہو سکتے ہیں۔ ایسے وقت میں ملک کا انتشار میں مبتلا ہو جانا کوئی بعید امر نہیں رہ جاتا۔ پھر ہر جگہ یہ پریشان کن سوال اٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ اب کیا ہوگا، لیکن جمہوری اداروں میں اس خدشے کا کوئی احتمال نہیں ہوتا۔ ایک شخص کے چلے جانے کے بعد اس خلاء کو پورا کرنے کے لیے دوسرا شخص آن موجود ہوتا ہے۔ اور ادارے ایک تسلسل کے ساتھ چلتے رہتے ہیں۔ دستور میں خلاء کو پورا کرنے کا جو بھی ضابطہ مقرر ہوتا ہے، باطل سے پرامن طریقے سے اس کو پورا کر لیا جاتا ہے۔ نہ کوئی دھڑکا ہوتا ہے اور نہ کوئی تشویش۔ لیکن جس دستور میں اختیارات عوام کے ہاتھ میں نہ ہوں بلکہ فرد واحد کے ہاتھ میں ہوں اور فیصلہ کن چیز طاقت ہو۔ وہاں دستوری ضابطوں کا قطعاً کوئی احترام نہیں ہوتا۔ وہاں پرامن منتقلی اقتدار کی کوئی موثر ضمانت نہیں ہو سکتی۔ جس کے ہاتھ میں طاقت ہوگی وہی جانشین اقتدار بن جائے گا۔

استحکام ایسی صورتِ حال کا قطعاً نام نہیں۔ استحکام اس کا نام ہے کہ خود قوم میں اپنے ملک کو چلانے کی اہلیت ہو۔

اب آپ کے سامنے نازک مسئلہ یہ ہے کہ آپ اس پھینسی ہوئی آزادی کو حاصل بھی کرنا چاہتے ہیں، لیکن چرمن طریقے سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ پاکستان کا جغرافیائی مقام اور اس کے ارد گرد دہسنے والے ممالک کی استعماری ذہنیت اس بات کا مطالبہ کرتی ہے کہ آپ اپنے ملک میں کوئی ایسا ہنگامہ برپا نہ ہونے دیں جو اس کی سالمیت کو خطرے میں ڈال دے۔ آپ اپنے اوپر کی گئی زیادتیوں کا علاوہ بھی کریں لیکن ایسے طریقے سے نہ کریں کہ اس جدوجہد میں اپنیوں کی غلامی سے نکل کر دوسروں کی غلامی میں مبتلا ہو جائیں۔ آمریت سے لڑیں لیکن چرمن اور آئینی طریقے سے لڑیں۔

اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ تحریک ایسے طریقوں سے چلائی جائے جو اخلاق کے اعلیٰ معیار پر مبنی قوم کے سوچنے سمجھنے والے طبقے کبھی کسی ایسی تحریک سے مطمئن نہیں ہو سکتے جس میں سفلہ پن اور اخلاقی گراؤ پائی جائے۔ اگر تحریک میں بازاری پن اور اخلاقی گراؤ ہوگی تو عوام کا نچلے طبقہ اگرچہ اس کے ساتھ جڑ جائے گا، لیکن باشعور اور تعلیم یافتہ طبقہ کبھی اس کا ساتھ نہیں دے گا۔ اگر آپ اس ملک سے آمریت کو ہٹانا چاہتے ہیں تو اخلاقی لحاظ سے اپنے آپ کو بلند معیار پر رکھیے تاکہ ایک غیر اخلاقی نظام اخلاق کی زبردست طاقت سے خود بخود شکست کھا جائے۔ (دامخوذ)

## عزم و عزیمت کی لازوال داستان یادوں کی امانت

سید عبد التلمسانی

ترجمہ: حافظ محمد ادریس

فروٹو آفٹ کتابت — سفید کاغذ در آمدی — مضبوط جلد

آلبیس پیلی کیشنز - ۲۳ - راحت مارکیٹ اردو بازار لاہور